Al-Marjān Research Journal
Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
HJRS
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Moon of Arabia ﷺ: A Research and Analytical Study of Swami Lakshman Parshad's Biography of the Holy Prophet

عرب کا چاند ﷺ: سوامی لکشمن پرشاد کی سیرت نگاری کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Authors

1. Dr Javaria Hassan
Assistant professor, Department of Islamic Studies, Minhaj University Lahore, Incharge M phil Programme, MCW Lahore, Paskistan.
Jiagahmad@gmail.com

2. Muhammad Abu Bakar
Lecturer, Department of Islam, Minhaj University, Lahore, Pakistan.

Citation

Hassan, Dr Javaria and Muhammad Abu Bakar " The Moon of Arabia ﷺ: A Research and Analytical Study of Swami Lakshman Parshad's Biography of the Holy Prophet." Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 176– 190.

History

Received:Sep 11, 2024, **Revised**: Sep 28, 2024, **Accepted**: Oct 16, 2024, **Available Online**: Nov 03, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

The Moon of Arabia ﷺ: A Research and Analytical Study of Swami Lakshman Parshad's Biography of the Holy Prophet

عرب کا چاند ﷺ: سوامی لکشمن پرشاد کی سیرت نگاری کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

*ڈاکٹر جویریہ حسن　　　* محمد ابو بکر

Abstract

The study of the biography of the Holy Prophet Muhammad (SAW) holds a significant place in contemporary academic discourse. His life, encompassing exemplary character and timeless virtues, remains unparalleled in history. From the earliest centuries to the present day, the Prophet's life has been documented and praised across cultures, particularly by non-Muslim writers, who have frequently highlighted his universal influence on human society. Among these, Hindu writers and intellectuals, despite religious differences, have contributed notably to the biography genre, expressing a distinct appreciation for the Prophet's personality and impact. One such example is the book "*Arab Ka Chand*" (The Moon of Arabia), authored by Swami Lakshman Parshad, a non-Muslim Hindu intellectual. His work stands out as a unique academic and literary contribution, crafted with scholarly finesse, impartiality, and cultural sensitivity. Parshad's depiction moves beyond traditional biases, portraying an image of the Prophet (SAW) with profound respect and objectivity. This paper presents a detailed research analysis of Parshad's book, examining his approach, literary style, and the broader implications of his work on interfaith understanding and mutual respect. Parshad's writing, free from national and religious prejudice, offers insights into the universal values represented by the Prophet's life. Through a critical evaluation of "*Arab Ka Chand,*" this study aims to enhance our understanding of the lasting influence of the Prophet's biography and the ways it continues to inspire people across diverse cultures and faiths.

Keywords: Prophet Muhammad, comprehensiveness, literary, non-Muslim writers, *Arab Ka Chand*

تعارف موضوع

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ عصرِ حاضر کی نہایت اہم علمی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا ہر پہلو تاریخ کا عظیم اور نادرالمثال سرمایہ ہے۔ ابتدائے کائنات سے لے کر زمانہ حاضر تک ہزاروں مصلحین ومدبرین، فلاسفر و حکماء، سیاست دان وسائنسدان، واعظین

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، منہاج یونیورسٹی، لاہور، انچارج ایم فل پروگرام، ایم سی ڈبلیو لاہور، پاکستان۔
* لیکچرر، شعبہ اسلامیات، منہاج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

ومقررین، مقننین ومنتظمینِ سلطنت، انسانیت کی خیر و بھلائی چاہنے والے، فلاح و بہبود کا کام کرنے والوں کے بڑے بڑے نام ابھرے، مقبولیت ملی، مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ شہرت ونا موری جاتی رہی۔[1] لیکن ایک ہستی جن کی ہمہ گیر شخصیت کی سیرتِ طیبہ نے انسانی سماج پر ہمہ گیر اور جاوداں اثرات مرتب فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہمیشہ اپنی شان و شوکت، جامعیت اور آفاقیت کے لحاظ سے غیر مسلموں کا موضوعِ بحث رہی ہے۔[2] آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا عظیم اعجاز ہے قرونِ اولیٰ سے لے کر زمانہِ حاضر تک مختلف انداز میں مختلف پہلوؤں پر لکھا جاتا رہا ہے۔ غیر مسلم دانشوروں میں خصوصاً ہندو مصنفین نے اتنا لکھا ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔[3]

سیرت النبی ﷺ پر ایک ایسی ادبی اور محققانہ انداز میں کتاب "عرب کا چاند" موجود ہے جو اپنی شانِ انفرادیت کا ایک عجیب و غریب علمی شاہکار ہے۔ جس کے مصنف ایک غیر مسلم نوجوان ادیب دانشور "سوامی لکشمن پرشاد" ہے، جس نے قومی تعصب، مذہبی منافرت سے بالاتر ہو کر حقیقت شناسی کے ساتھ الفاظ کو حقیقت کا جامہ پہنایا ہے۔

سوامی لکشمن پرشاد کی روحانی کیفیت اور بے خودی

سوامی جی نے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو ایسے محبت بھرے انداز میں قلم بند کیا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے دادِ تحسین کو دل چاہتا ہے بلکہ رشک آتا ہے کہ وہ بے حد محنتی، حق گو، بااخلاق، دلیر اور بے باک انسان تھے۔ اس پر یہ واقعہ گواہ ہے کہ جب مسجد کے باہر سے گزرتے ہیں تو اپنے دل کا حال کا یوں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "جب میں مسجد کے سامنے سے گزرتا ہوں تو میری رفتار خود بخود سست پڑ جاتی ہے، گویا کوئی میرا دامن پکڑ رہا ہو۔ میرے قدم وہیں رک جانا چاہتے ہیں، گویا وہاں میری روح کے لئے تسکین کا سامان موجود ہو، مجھ پر یک بے خودی سی طاری ہونے لگتی ہے، گویا مسجد کے اندر سے کوئی میری روح کو پیام مستی دے رہا ہو، جب مؤذن کی زبان سے میں اللہ اکبر کا نعرہ سنتا ہوں تو میرے دل کی دنیا میں ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا ہے، گویا کسی خاموش سمندر کو متلاطم کر دیا گیا ہو، جب نمازیوں کو میں خدائے قدوس کے سامنے سر بسجود دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں میں ایک بیداری سی پیدا ہو جاتی ہے، گویا میری روح کو یک متوحش خواب سے جھنجوڑ کر جگا دیا گیا ہو"۔[4]

مذکورہ واقعہ سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ سوامی لکشمن پرشاد کو شعائرِ اسلام سے کس قدر انسیت و محبت تھی۔ ان کو آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے بے حد لگاؤ، انتہائی محبت و رغبت تھی۔ اس کی وجہ اللہ کے محبوبِ مکرم ﷺ کی ذات ایسا روشن چراغ ہے جو ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اپنی روشنی سے دنیا کو منور کر رہی ہے، اور تا قیامِ قیامت بھی کرتی رہے گی، اگر ہم تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات دنیا کی واحد ایسی ذات ہے، جن کی تعریف و توصیف غیر مسلم بھی کرنے پر مجبور ہو گئے، یہ رسول عربی ﷺ کی اعلیٰ عظمت اور ارفع شان ہی ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ ﷺ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

---

(1) Manṣūr Pūrī, Qāḍī Sulaymān, *Raḥmatu li ʾl-ʿĀlamīn*, (Lahore, Islamic Library, Urdu Bazar, 2007), 1:21
(2) ʿAbd al-Jabbār Shākir, *Essay: Biography in the Subcontinent*, (Dawa Monthly, Islamabadi, December 2009 to March 2010) 99
(3) Phulwārī, *Shāh Muḥammad Jaʿfar, Prophet of Humanity*, (Lahore, Institute of Islamic Culture, 1953) 35
4 Sawāmī Lakshaman Parshād, *Arab kā Chānd*, (Lahore, School of Humanity Development, S.N) 06

"عرب کا چاند ﷺ" کے مصنف کے بارے میں شکوک و شبہات اور حقیقت

سوامی لکشمن پرشاد نے "عرب کا چاند ﷺ" کو خالص ادبی رنگ میں تحریر کیا یہاں تک کہ تاریخ و سیرت ایسے مدبرانہ اور خاص اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کی کہ لوگوں کو حیرت اور تعجب میں ڈال دیا۔ لوگ شک کرنے لگے ایسی پختہ تحریر کے پیچھے کسی مسلم ادیب اور سیرت نگار کا ہاتھ ہے، حتیٰ کہ بعض لوگوں نے "عرب کے چاند ﷺ" کو حکیم عبداللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ جس کی وجہ سے حکیم صاحب کو صفائی پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حکیم صاحب "عرب کا چاند ﷺ" کے شروع میں "سوامی جی مرحوم" کا عنوان قائم کر کے وضاحت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "اس کتاب کی نگارش کا سہرا جس عزیز کے سر بندھا ہے اس کا نام "سوامی لکشمن" ہے اکثر احباب کا خیال ہے کہ دراصل اس کتاب کو لکھنے والا مسلمان ہے کسی تجارتی غرض یا تبلیغی مقصد کے لئے اس پر "سوامی لکشمن" کا فرضی یا اصلی نام لکھ دیا گیا ہے بلکہ بعض احباب نے تو اس کتاب کا نگارندہ مجھے ہی گردانا ہے اور تعجب ہے کہ باوجود میرے بار بار انکار کرنے اور اصلی معاملہ سے آگاہی دینے کے انہوں نے میری تصنیف نہ ہونے اور سوامی جی کے مصنف ہونے کو باور نہیں کیا"[5]

حکیم عبداللہ صاحب کی اس تصنیف و تالیف میں صرف اتنا کردار ہے کہ انہوں نے ایک ہندو نوجوان "سوامی لکشمن پرشاد" کی حضور نبی کریم ﷺ کے والہانہ محبت و عقیدت اور حقیقتِ حال دیکھ کر اپنے پاس ٹھہرایا اور سیرت النبی ﷺ کی کتب کی رہنمائی کی۔ جس کے متعلق سوامی جی نے خوشی کا اظہار کیا جو عشق رسول ﷺ کا چراغ جلا اسے ماند نہ پڑنے دیا۔ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"مجھے اس حقیقت کا بجا طور پر اعتراف ہے، کہ اس مقدس کتاب کی نگارش میں میرے ایک مسلمان دوست کا اتنا ہاتھ ضرور ہے کہ اس نے میرے شعلہ عزم کو باد مخالف کے جھونکوں سے عارضی طور پر بجھتے دیکھ کر ایک خاموش تماشائی کی حیثیت اختیار نہیں کی بلکہ برابر کوشش جاری رکھی کہ اس چراغ میں روغن ختم نہ ہونے پائے۔ کتاب کے نفس مضمون میں نہ کسی کا شرمندہ اصلاح ہوں اور نہ کسی کا شرمندہ اصلاح میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنی تحقیق و تدوین سے اور جو کچھ کہا ہے، وہ اپنے ضمیر کا ہمنوا ہو کر میں بھی عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہوں اور انسانی کمزوریوں اور لغزشوں سے مبرا نہیں ہوں"[6]

"عرب کا چاند ﷺ" کی تصنیف کا مقصد

سوامی لکشمن پرشاد کہتے ہیں میری تحریر کا مقصد کسی کو دھوکہ دینا یا کسی بشر کی خوشنودی حاصل کرنا نہیں بلکہ حضور نبیِ رحمت خاتم النبیین ﷺ کی سوانح حیات کو رقمطراز کر کے عام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ صاحبِ تصنیف ایک کمزور ناتواں شخص ہے۔ غلطی، لغزش اور کوتاہی مبرا نہیں ہے۔ پھر بھی سیرت نگاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

انسان کے خیالات کو اچھے کاموں کی طرف لگانے اور نیک اعمال کے سرزد ہونے پر اچھی صحبت کا اثر ضرور کارگر ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح کتب کے وسیع مطالعے کا اثر اس کے دل پر ضرور نقش چھوڑتا ہے۔ چنانچہ یہ بات بھی بہت ضروری ہے کہ جس کتب کا مطالعہ کیا جائے تصنیف و تالیف کے وقت وسعتِ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتب کا انتخاب کیا جائے۔

5 Sawāmī Lakshaman Parshād, *Arab kā Chānd*, 09
6 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,28

مصنف کہتے ہیں:

"اگر سچ ہے کہ انسان کا چال چلن اس کے دوستوں کی صحبت سے پہچانا جاتا ہے تو یہ بات بھی اس قدر سچائی کا پہلو لئے ہوئے ہے کہ انسان اپنے مطالعہِ کتب سے پہچانا جاتا ہے، جس قسم کی کتب کا مضمون اس نے خوب ذہن نشین کر لیا ہے، اسکی ذہنیت اور افتاد طبع اسی قسم کی بن جاتی ہے، بشرطیکہ کوئی دوسرا اس سے بھی غالباً اثر اس کے دل پر اپنا جما چکا ہو"(7)

سوامی لکشمن پرشاد نے خاتم الانبیاء محمد ﷺ کی سوانح حیات کو رقمطراز کرنے کا انتخاب کیوں کیا۔۔۔؟

سوامی لکشمن پرشاد دنیا کی مایہ ناز ہستیوں کی سوانح حیات قلم بند کرنا چاہتے تھے، لیکن انہوں نے سب سے پہلے حضور خاتم الانبیاء محمد ﷺ کی شخصیت کا انتخاب کیا۔ اور حضور خاتم الانبیاء محمد ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو صفحۂ قرطاس پر لانے کا عزم کر لیا تھا تو اس انتخاب کے سلسلے میں مصنف خود فرماتے ہیں:

"میں نے دنیا کی اُن عظیم المرتبت اور نادر روزگار ہستیوں کے حالات بابرکات کو صفحہ قرطاس پر لانے کا ارادہ کر لیا ہے کہ جنھوں نے دنیا کی جہالت کی شبِ تاریک میں علم و عرفان کی ضیاپاشیوں سے روشنی پھیلائی اور اپنے اصولوں میں مزکیٰ اور اپنی حیاتِ دنیوی میں تمام عیش و عشرت کو بے دریغ قربان کر دیا۔ دنیا کی جلیل القدر ہستیوں کے اسمائے گرامی ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں مگر ان میں رحمۃ للعالمین ، شفیع المذنبین ، سید المرسلین، خاتم النبیین، باعثِ فخر موجودات سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو کئی اعتبار سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے، اس لئے میں نے سب سے پہلے اسی قابل تعظیم ، فخر روزگار ہستی کی حیاتِ مطہرہ کے حالات قلم بند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔"(8)

سوامی جی ایک جگہ لکھتے ہیں:

"آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے ایسی سیاہ کاری ور ظلم و ستم کی گھن گھور گھٹائیں عرب کے مطلع پر چھائیں ہوئی تھیں، تو اس کی افق پر یثرب کا چاند طلوع ہوا جس نے اپنی ضیابار کرنوں سے ایک دفعہ تو ریگستان عرب کے ذرہ ذرہ کو تجلی زار بنا دیا"(9)

"عرب کا چاند ﷺ" کی خصوصیات:

سوامی لکشمن پرشاد کی کتاب "عرب کا چاند" درج ذیل خصوصیات کی حامل ہے:

1۔ اس کتاب کی تحریر میں اردو نثری ادب کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔

2۔ تاریخی حقائق کو بیان کرنے کے لیے کتبِ تاریخ و سیرت سے استفادہ کیا گیا ہے۔

3۔ زبان میں سلاست روانی اور دل آویزی کے ساتھ ساتھ مبالغہ آرائی اور تصنع سے گریز کیا گیا ہے۔

4۔ کتاب میں بیشتر واقعات مستند روایات کی بنیاد پر منتخب کئے گئے ہیں۔

7 Swāmī Lakśman Prashād, *'Arab kā Chānd*,67
8 Swāmī Lakśman Prashād, *'Arab kā Chānd*,17
9 Swāmī Lakśman Prashād, *'Arab kā Chānd*,22

5۔ سیرت نگاری کے تمام لوازمات واصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب کو لکھا گیا ہے۔

6۔ اپنے انداز کی ندرت وجدت کے اعتبار سے اردو زبان وادب میں سرمایہ فخر تصور کی جاتی ہے۔

7۔ کتاب میں ماخذ کے حوالے کم ہیں، صرف روضۃ الاحباب، ولیم میور اور کارلائل کی کتب کے نام مذکور ہیں۔

8۔ کتاب میں جابجا مسلمانوں کو جھنجوڑا گیا ہے کہ ان کے خوابیدہ، افسردہ، بے حس اور منجمد دلوں میں احساسات تازہ کے جائیں۔

9۔ اس کتاب کو کسی فرد، بشر یا کسی قوم کی خوشنودی کی خاطر یا اپنے ضمیر کو دھوکا دینے کے لیے نہیں لکھا گیا۔

10۔ اس میں یہ بتانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ بنی نوعِ انسان کے لئے قابل اتباع اور نظام حیات کا عملی نمونہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادتِ مبارکہ سے قبل خطہِ عرب کے حالات

دنیا کی تہذیب وتمدن کا نظام بگڑ چکا تھا۔ اخلاقی اقدار یں ختم ہو چکی تھیں، شرافت نام کی کوئی چیز نہ تھی، ہر طرف ظلم وبربریت کا راج تھا، وہ دل جن کو نورِ الٰہی سے معمور ہونا چاہیے تھا وہ ضلالت وگمراہی میں مبتلا تھے، اللہ کی وفاداری کے وعدے عصیاں کاروں نے توڑ دیے تھے، کوئی گردن اللہ وحدہ لاشریک کے سامنے جھکنے کو تیار نہ تھی، اس کی شانِ قدوسیت کا ذکر کرنے کے لیے زبان نہ تھی، وہ پیشانی جس پر خلافتِ الٰہیہ کی مہر لگائی تھی وہ خدائے بزرگ وبرتر کے حضور جھکنے کی بجائے ہر ظالم وجابر کی طاقت کے سامنے ذلت وشرمندگی کے ساتھ سجدہ ریز تھی۔ عورتوں اور غلاموں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، جگہ جگہ بے حیائی کے مراکز، بت کدے اور مے خانے عام تھے، شہوت پرست اور فحش شاعری کو فخر سمجھا جاتا تھا، عصمت فروشی دولت کے حصول کا ذریعہ تھا، کعبے کا ننگا طواف عبادت تصور ہوتا تھا، چھوٹی سے چھوٹی بات پر سال ہا سال نسل در نسل لڑائی چلتی رہتی تھی، ذاتِ الٰہ کو اس بے وقعت قوم پر ترس آیا۔[10]

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے سال کی تحقیق

سوامی لکشمن پرشاد نے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا سال عیسوی سن کے حساب سے تمام مسلم سیرت نگاروں کی تائید کرتے ہوئے درست لکھا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں:

> حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھولی بھٹکی قوم کو راہِ راست کا پیغام سنا کر روپوش ہوتے ہوئے 571 سال رواں تھا کہ حجازِ مقدس میں حضرت آمنہ سلام اللہ علیھا کی گود میں عرب کا چاند ﷺ چمکا۔[11]

نورِ محمدی ﷺ سب سے پہلے

سوامی لکشمن پرشاد نے حضور نبی کریم ﷺ کے نورِ پاک کو اول الخلق کہا ہے جب زمین وآسمان، عرش وکرسی اور لوح قلم کا نشان تک نہ تھا، نورِ محمدی ﷺ پہلے جلوہ گر تھا۔ مصنف یوں لکھتے ہیں:

> "جب اس عالمِ آب وگِل کوئی نام ونشان تک نہ تھا۔ لوح وقلم، عرش وکرسی بھی کتمِ عدم سے منصہِ شہود جلوہ گر نہ ہوئے تھے۔ اس وقت بھی خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، پیغمبرِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحی فداہ کا نورِ مبارک موجود تھا۔[12]

10 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,35
11 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,32

نورِ محمدی ﷺ کی منتقلی حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیھا تک

سوامی لکشمن پرشاد نے مسلم سیرت نگاروں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے شجرہ نسب کو مختصراً بیان کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ کا نورِ پاک حضرت آدم علیہ السلام سے لے سیدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیھا تک مقدس پشتوں اور پاکیزہ روحوں میں منتقل ہوتا رہا، آپ یوں لکھتے ہیں:

> "حضور نبی کریم ﷺ کا نور سب سے پہلے انسانِ اول حضرت آدم علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا، پھر حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہم سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ (گرامی قدر والد صاحب رسول اللہ) کی پیشانی میں تابندہ ستارے کی طرح آچمکا۔ وہاں سے محترمہ سیدہ حضرت آمنہ میں منتقل ہو کر نبی آخر الزمان کی صورت میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہو گیا۔"(13)

حضور نبی کریم ﷺ کے نسب کے بارے شکوک وشبہات پھیلانے والوں کو جواب

جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے نسب شریف کے بارے شکوک شبہات پیدا کرتے ہیں ان کو سوامی لکشمن پرشاد نے خوب تسلی بخش جواب دیا ہے۔ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد کی کرامات اور ان کی شانوں کا ذکر کیا ہے۔

> "وہ آسمانی نور جو باعثِ تکوین کائنات ہے جس بھی خوش قسمت ہستی میں منتقل ہوا، اس سے بہت عجیب وغریب عجوبے اور خوارقِ عادت واقعات ظہور پذیر ہوتے رہے۔ اس نورِ بے تاب کی جلوہ گری جس کسی کے قفسِ عنصری میں قید وبند رہ کر اپنی ضیاء بیزی پھیلاتی رہی۔ ہر جگہ اپنی غیر معمولی قوت کا اظہار کرتی رہی۔"(14)

ان میں بطورِ خاص آپ ﷺ کے انیسویں دادا حضرت مضر کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "سرورِ کائنات، فخرِ انسانیت، نبیِ آخر الزمان، پیغمبرِ اعظم حضرت محمد ﷺ روحی فداہ کے انیسویں دادا کا اسمِ گرامی مضر تھا۔ اس ہستی میں آپ ﷺ کے لازوال نور نے بدرجہِ اتم ظہور فرمایا۔ اس بزرگ کے اس لافانی دنیا میں بے شمار کشف وکرامات ہیں جو اسلامی تاریخ کے صفحات پر ثبت ہیں۔ آپ کی عدیم المثال قوتِ مشاہدہ اور غیر معمولی فہم وادراک کے واقعات شہرہِ آفاق تھے۔"(15)

حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نام قریش کس نے رکھا۔۔۔۔؟

سوامی لکشمن پرشاد نے حضور نبی کریم ﷺ کے چھٹے دادا جان کے متعلق کہا ہے کہ آپ ﷺ کے خاندان کا نام قریش رکھا۔ مصنف فرماتے ہیں:

> "حضور نبی کریم ﷺ کے چھٹے دادا جان حضرت قصی تھے۔ جو صاحبِ کشف وکرامات اور ولی اللہ تھے۔ آپ کا دائرہِ اثر نہایت وسیع اور حلقہِ اقتدار کافی عریض تھا۔ آپ نے پورے خاندان کو ایک مرکز پر بلا کر ان کا نام قریش رکھا۔ اس وقت سے آپ ﷺ کا خاندان قریش کہلانے لگے۔"(16)

12 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,42
13 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,38
14 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānda*,45
15 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,47
16 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,4615.

بعثتِ محمدی ﷺ سے قبل قحط سالی میں حضرت عبد المطلب سے سحابِ باراں کی دعا کرانا

حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے حضرت عبد المطلب کے زمانے میں جب قحط سالی بسیرا ڈالتی تو لوگ اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کے داداجان حضرت عبد المطلب کے پاس آتے اور دعا کراتے اور سحابِ باراں برسنے لگ جاتا، خشک سالی دور ہو جاتی۔ یہ سب نورِ محمدی ﷺ کی برکت اور فیضان تھا جو حضرت عبد المطلب میں جلوہ گر تھا۔ سوامی جی لکھتے ہیں:

"جب خطہِ عرب میں قحط سالی کا دور دورہ ہو جاتا، سوکھی سوکھی زمین ہمسر آتش خانہِ ایران بن جاتی۔ چرند وپرند ایک ایک بوند کو ترسنے لگتے تو قریش کے پاس اس ناگہانی مصیبت کا عجیب علاج یہ تھا کہ سب اکٹھے ہو کر حضرت عبد المطلب کی قیادت میں جبلِ ثبیر پر جاتے اور ان سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سحابِ باراں کی دعا کراتے۔ سب کے سب حضرت عبد المطلب کی جلو میں گڑگڑا کر عمیق گہرائیوں سے بارِ الٰہ سے دعائیں مانگتے۔ ارے ان کی دعائیں کیوں نہ مستجاب ہوتیں۔ حریم کبریاء سے اجابت کا سہرا پہن کر کیوں نہ لوٹتیں۔ دفعتاً آفتاب کی شدت کو ابرِ باراں کیوں نہ ڈھانپ لیتے۔ وہ آسمانی نور جو حضرت عبد المطلب میں جلوہ گر تھا۔ ساری کی ساری برکات اسی کی تھیں۔"(17)

معترضین کو واقعہ شقِ صدر پر تلقین و نصیحت

حضور نبی کریم ﷺ کا جب پہلی مرتبہ شقِ صدر ہوا تو آپ کی عمر مبارک چار یا پانچ سال تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جبریلِ امین کے ذریعے آپ ﷺ کے سینہ اقدس کو نور سے بھر دیا۔ اس واقعہ کو بہت سے لوگ سچا نہیں مانتے۔ مصنف نے ان کو تلقین و نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اے لوگو! اتنی چھوٹی سی عمر میں عظیم الشان ہستی کی ایسی علوہمتی کو مشکوک نگاہوں سے نہ دیکھیں۔"(18)

حضور نبی کریم ﷺ کی پاکبازی و شرافت کا اقرار

حضور نبی کریم ﷺ کی زمانہِ طفولیت سے لے کر وصالِ حق تک کی پاکبازی و شرافت کا اقرار بیشتر معاندین سیرت نگاروں کی طرح سوامی جی نے بھی کیا ہے۔ یوں رقمطراز ہیں:

"جب آپ ﷺ ایامِ طفولیت کی پُر بہار لالہ کار وادیوں میں محوِ گل گشت تھے اس وقت بھی آپ ﷺ مکارمِ اخلاق میں لاثانی تھے۔ آپ ﷺ گنجینہِ شرافت کے دُرہائے بے بدل تھے۔ آپ تکمیلِ انسانیت کے لیے مظہرِ اتم بن کر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کا وجودِ مسعود وہ ماہتابِ لازوال ہے جس نے خطہِ عرب تو کیا پورے جہاں کو بقعہِ نور بنا دیا۔ آپ نے وصالِ حق تک اپنی اُجلی و پاکیزہ روح پر کوئی آثارِ آلائش نہیں آنے دیے۔ یہ وہ صداقت ہے جس کے دشمن بھی معترف ہیں۔ کوئی بھی آپ کی زہد و تقویٰ کی زندگی پر داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔"(19)

---

17 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,52
18 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,59
19 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,97

سوامی لکشمن پرشاد کا حضور نبی کریم ﷺ کے القاب و آداب کا خیال رکھنا

مصنف گو کہ راسخ العقیدہ ہندو نوجوان ہے اس نے جہاں بھی اس حضور نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کا ذکر کیا، ساتھ ہی القاب و آداب کا خاص خیال رکھا۔ اپنی کتاب میں جن القابات و آداب کو تحریر کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

1۔ رحمۃ اللعالمین	2۔ سرورِ کائنات	3۔ فخرِ موجودات	4۔ پیغمبرِ اعظم	5۔ حضرت مصطفیٰ
6۔ احمد مجتبیٰ	7۔ خاتم النبیین	8۔ شفیع المذنبین	9۔ داعیِ اخلاق	10۔ ہادیِ طریقت
11۔ سرچشمۂ ہدایت	12۔ سرورِ عالم	13۔ گنجینۂ شرافت	14۔ پیغمبرِ بت شکن	15۔ آفتابِ درخشاں
16۔ حضورِ انور	17۔ جلیل القدر ہستی	18۔ ابرِ رحمت	19۔ مصلحِ اعظم	20۔ صادقِ فجر
21۔ رسول اللہ				

محمد و آلِ محمد ﷺ پر درود و سلام کی ڈالیاں

مصنف نے بیشتر مقامات پر حضور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی تحریر کرتے ہوئے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر درود و سلام لکھنے کا خاص اہتمام کرتے ہوئے یوں کتابت کی ہے:

> "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" جہاں مکمل درود شریف نہیں لکھا وہاں آپ ﷺ کے اسم گرامی کے اوپر سلف صالحین کی طرح علامتِ درود" ؐ " ضرور ڈالی ہے۔ مختلف مقامات پر یوں تحریر کیا: "حضرتؐ، حضورؐ، نبیؐ، آپؐ، رسولِ مکرمؐ۔(20)

اسم صحابی کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کی کتابت

مصنف نے جہاں حضور نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی کے اسم پاک کو لکھا تو ساتھ "رضی اللہ عنہ" ضرور لکھا۔ جہاں مکمل "رضی اللہ عنہ" نہ لکھ سکے تو اسم گرامی پر علامت "رض" ضرور ڈالی ہے۔

دشمنانِ اسلام کا نظریہ "اسلام تلوار سے پھیلا ہے" کا رد

اسلام دشمن لوگ یہ کہتے ہیں اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے۔ ایسے لوگوں کو سوامی جی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "متعصب معترضین جو اسلام پر الزام لگاتے ہیں کہ اس کی نشر و اشاعت تلوار کے زور سے ہوئی ہے۔ وہ ملال انگیز واقعہ یاد نہیں کریں گے جس میں ایک بے گناہ کا خون مخالفانِ اسلام نے پانی کی طرح بہا دیا۔۔۔؟ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے جانثاروں کے ساتھ پہلی مرتبہ خانۂ خدا میں مقامِ ابراہیم کے سامنے کھڑے ہو کر اعلانِ توحید و رسالت کیا، شر انگیز کفار ٹوٹ پڑے، تو شمعِ رسالت ﷺ کے دفاع کرنے والے پروانوں میں سے حضرت حارث بن ہالہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اسلام کی راہ میں خون کا یہ پہلا قطرہ تھا جس سے کعبۃ اللہ کی زمین رنگین ہوئی۔ کفار کے خلاف مسلمانوں کی صف آرائی جارحانہ نہ تھی بلکہ مدافعانہ تھی۔ ایمان و کفر کی جنگ میں سب سے پہلی خون آشام تلوار جو نیام سے باہر ہوئی وہ کفار کی تھی۔ وہ خون کا

20 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,58

پہلا قطرہ جس سے کعبۃ اللہ کی زمین رنگین ہوئی ایک مسلمان کے خون کا قطرہ تھا جو اشاعتِ اسلام کے لیے نہیں بلکہ دفاعِ اسلام و پیغمبرِ اسلام ﷺ میں بہا تھا۔"[21]

"اسی طرح صنفِ نازک پر ظلم ڈھانے اور اس کا خون بہانے میں کفار نے پہل کی۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا یہ اسلام کی پہلی دختر تھیں جس کے مقدس خون کے قطروں نے اسلام کی راہ میں صحرائے عرب کی ریت کو سیام فام بنایا۔ اسی طرح بہت سی دخترانِ اسلام ہیں جو کفار کے جور و ستم کا نشانہ بنیں چند ایک کے اسماء یہ ہیں:

حضرت سمیہ، حضرت بسینہ، حضرت تہدیہ، حضرت امِ عبیس اور حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔ یہ وہ مقدس دخترانِ اسلام ہیں جن پر کفار کا ظلم و ستم اور جبر و تشدد ان کے پایہ ثبات میں لغزش نہ لا سکا۔"

مصنف مزید لکھتے ہیں:

"میرے دِل کے آتش کدے میں کئی شعلے بھڑکتے ہیں کہ ان آنکھ کے کورے، متعصب مصنفین کی تنگ نظری اور حسد کو جلا کر خاکستر کر دوں۔ جو کفار کے روح فرسا جبر و تشدد اور ناقابلِ بیان ظلم و ستم کے مناظر کو دیکھتے ہوئے بھی کہتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت تلوار کے زور سے ہوئی۔"[22]

مصنف کی ایمانِ ابو طالب کے متعلق تحقیق

مسلمانوں میں حضرت ابو طالب کے ایمان لانے یا نہ لانے کے بارے شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ مصنف بغیر کوئی اختلافی حوالہ دیے ایمانِ ابو طالب کی گواہی دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آفتابِ نبوت کو طلوع ہوئے ابھی دس سال ہی گزرے تھے کہ آپ کے شفیق چچا حضرت ابو طالب کے وصال نے غمزدہ کر دیا۔ اس آخری وقت میں آپ ﷺ ان کے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اے میرے شفیق چچا! آپ نے جس شفقت، مہربانی، محبت اور جانثاری سے اب تک میرا ساتھ دیا، اس کا صلہ میں کیا دے سکتا ہوں۔۔۔؟ اس وقت میری دِلی آرزو یہی ہے آپ کلمۂ طیبہ پڑھ لیجیے۔ تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کے ایمان کی گواہی دے سکوں۔"

حضرت ابو طالب نے کہا:

"مجھے کلمۂ طیبہ پڑھ لینے میں کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ بے حد خوشی ہوتی، مگر قریش کا ڈر ہے کہ وہ کہیں گے ابو طالب نے موت سے خائف ہو کر کلمۂ طیبہ پڑھ لیا۔" تھوڑی دیر بعد حضرت عباس بن عبد المطلب نے حضرت ابو طالب کے لب ہلتے ہوئے دیکھے تو کان لگا کر سنا اور حضرت محمد ﷺ سے کہنے لگے: "جو آپ نے فرمایا تھا وہی ابو طالب کہہ رہے ہیں۔"[23]

21 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,122
22 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,158
23 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,149

شادیوں پر فضول خرچیاں کرنے والے مسلمانو! اسوہِ مصطفیٰ ﷺ کو اپناؤ

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدہِ کائنات سلام اللہ علیہا کا نکاح نہایت سادگی کے ساتھ کیا۔ جہیز اور دیگر ضروریات کی نمائش نہیں فرمائی۔ نکاح و بیاہ کی رسومات میں فضول خرچیوں اور تکلفات میں گھِر جانے والے مسلمانوں کو خبردار کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

"سرورِ کائنات ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے نکاح میں جو سادگی برتی ہے اس کا تقاضا ہے کہ دوسری اقوام نہیں تو کم از کم مسلمان تو اپنے رسولِ کریم ﷺ کے اسوہِ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے رسوماتِ نکاح و بیاہ میں فضول خرچیوں اور تکلفات کے مظاہرات کو کم کردیں۔ اس اسوہ میں ان لوگوں کے ایک درسِ ہدایت پوشیدہ ہے جو شادیوں پر لاکھوں روپیوں پر آنکھیں بند کرکے پانی پھیر دیتے ہیں۔ چند دِن کی تعریف و تحسین کے حصول میں عمر بھر کے لیے قرض کی دَلدَل میں پھنس جاتے ہیں۔ شادی خانہ آبادی سے خانہِ بربادی بن جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے مسلمان جرات سے کام لیں۔ تحقیر و نفرت سے امیروں کی اٹھی ہوئی انگلیوں کو امیر الامراء حضرت محمد ﷺ کے اسوہِ حسنہ کا حوالہ دیں۔"(24)

نبیِ مکرم ﷺ کے معجزات برحق ہیں

مصنف نے اپنی کتاب میں جابجا حضور نبی کریم ﷺ کے معجزات کو شدومد کے ساتھ بیان کرتے ہوئے انہیں نبی مکرم ﷺ کا خاصہ قرار دیا ہے۔ وہ خارق العادت واقعات جن کو انسانی عقل ماننے سے انکار کرتی ہے جو سائنس کی بنیاد بنے ہیں۔ اثباتِ معجزاتِ نبوی ﷺ کے متعلق مصنف یوں لکھتے ہیں:

"قدیم فلاسفی پر یقین رکھنے والے اور تہذیبِ جدید کی چکاچوند روشنی میں گم گشتہ لوگ میری معجزاتِ نبوی ﷺ کے متعلق تحاریر پر ناک بھنویں ضرور چڑھائیں گے۔ وہ میری ان باتوں کو اوہام پرستی یا اندھی تقلید پر محمول کریں مگر میرا یہ عقیدہ ہے کہ عاشقانِ خدا کی نگاہوں کے اشاروں میں ہی وہ خارق العادت قوتِ روحانی پیدا ہوتی ہے جو چشمِ ذدن میں خشک صحراؤں کو سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھلیانوں کو لق ودق بیابانوں میں تبدیل کرسکتی ہے۔ یہ محیر العقول واقعات توحید و نبوت کے اثبات کے لیے وقوع پذیر ہوتے ہیں جنہیں محدود عقلِ انسانی سمجھنے سے قاصر ہوتی ہے۔ تو انہیں اوہام یا جادوگری کا کرشمہ کہنے سے گریز نہیں کرتی۔ آج سائنس کو اس بات پر مہر ثبت کرنا پڑی ہے کہ انسانِ کامل ﷺ میں ایک ایسی ناقابلِ فہم لیکن لامحدود روحانی و نورانی قوت خوابیدہ حالت میں موجود ہے جسے اگر بیدار کرلیا جائے تو کائناتِ ہست و بود کا ذرہ ذرہ اس کے اشاروں پر رقص کرسکتا ہے۔"(25)

24 Swāmī Lakśman Prashād, *'Arab kā Chānd*,259
25 Swāmī Lakśman Prashād, *'Arab kā Chānd*,367

حدیبیہ کے صلح نامہ لکھتے وقت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا انکار انکارِ محبت تھا

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ہمہ وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ابرو کے اشارے پر کٹ مرنے کو تیار ہوتے۔ مگر معترضین نے آپ ﷺ کے اصحاب پر بے بنیاد الزامات لگائے ہیں۔ صلحِ حدیبیہ کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے انکار کو غلط رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

مصنف نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

"پیغمبرِ امن ﷺ حدیبیہ کے مقام پر صلح نامہ کی نگارش حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی تو اسلامی طریقہ کے مطابق آپ نے نامہ کے سرفہرست "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھا تو سہیل بن عمرو معترض ہوا کہ عرب کے دستور کے مطابق "باسمک اللھم" لکھا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی! جیسے یہ کہتا ہے لکھ دو۔ آپ حکم بجالائے۔ معاہدہ کے شرائط میں "محمد رسول اللہ" لکھا تو سہیل بن عمرو پھر معترض ہوا کہ "محمد رسول اللہ" کی بجائے محمد بن عبد اللہ لکھو۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہوتے ۔۔۔۔ یہ مخاصمت کیسی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی! محمد رسول اللہ کو قلمزن کر دو اور محمد بن عبد اللہ لکھ دو۔ حضرت علی المرتضیٰ نے تامل اختیار کرتے ہوئے کہ نامہ پر اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے الفاظ "محمد رسول اللہ" کو کیسے قلمزن کر سکتا ہوں۔ علی المرتضیٰ کا یہ انکار انکارِ محبت تھا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ الفاظ کہاں ہیں تو حضرت علی نے "رسول اللہ" کے الفاظِ طیبہ پر انگلی رکھی تو آپ ﷺ نے صلح و آشتی کی خاطر قلم اٹھا کر کاٹ دیا۔"(26)

حیات النبی ﷺ کے متعلق مصنف کی حق گوئی

حضور نبی کریم ﷺ اس فانی دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اپنے روضۂ مبارک میں حیات ہیں۔ اس کے متعلق مصنف لکھتے ہیں:

"میرا دل کسی صورت میں آمادہ نہیں ہوتا کہ میں اپنے پیرایہ بیان کو غم انگیز بنانے کے لیے زورِ قلم صرف کروں۔ وہ خاتم النبیین ﷺ آنکھوں کو نہ نظر آتے ہوئے بھی زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کا جسم اطہر ظاہراً اس فانی دنیا میں نہیں تو اس سے کیا ہوتا ہے۔۔۔؟ آپ ﷺ نے جو شمعِ حقانیت روشن کی تھی وہ چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود اب بھی شعاع ریز ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر دور ہمارے سامنے مستند تحریری شکلوں میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات و تلقینات کی گونج و شورش روز بروز ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے پروان چڑھ رہی ہے تو میں کیسے تسلیم کر لوں آپ زندہ نہیں ہیں۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ حیاتِ ناپائیدار نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی زندگی زندگی جاوداں ہے۔ پھر آپ ﷺ کی رحلت پر اشک افشانی کیسی؟ دریں حال کہ موت موت ہی نہ ہو۔"(27)

---

26 Swāmī Lakśman Prashād, *'Arab kā Chānd*,374
27 Swāmī Lakśman Prashād, *'Arab kā Chānd*,413

سوامی لکشمن پرشاد کی کوتاہیاں

1۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ پر بتوں کے طواف کا اتہام لگانا

سوامی لکشمن پرشاد نے معدودے مقامات پر حضور نبی کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کی شانیں، کشف و کرامات بیان کرتے ہوئے اولیاء اللہ قرار دیا ہے۔ ان کے توحید پرست ہونے پر بھی دلائل دیے ہیں۔ مگر بعض مقامات پر ڈگمگا جاتا ہے۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ پر بتوں کے آگے سجدہ کرنا اور ان کا طواف کرنے کا اتہام لگانے میں بھی عار محسوس نہیں کرتا۔

مصنف کہتے ہیں:

> "صبح صادق کا وقت تھا، آفتابِ عالم ابھی طلوع نہیں ہوا تھا ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے اپنے مالک کو مبارک و مسعود نومولود کا مژدہ جانفزا سنایا۔ اس نے خوشی میں آکر اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ حضرت عبد المطلب نے جب یہ سنا تو ان کی بھی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ حضرت عبد اللہ کی یادگار کو دیکھنے کے لیے تڑپ اٹھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو ایک خوبصورت چادر میں لپیٹ کر آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ اس عظیم المرتبت بت شکن کو گود میں اٹھا کر خوشی خوشی بتوں کا طواف کرانے کے لیے کعبۃ اللہ لے گئے۔"(28)

2۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ پر بتوں سے دعا مانگنے اور ان کو گواہ بنانے کا اتہام

سوامی لکشمن پرشاد نے پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ مقدسہ کے خلاف ایک "شہ سرخی" بنائی "بت شکن پیغمبر بتوں کے حضور میں" جس کو پڑھ کر صاحبِ ایمان چونک جاتا ہے۔ اس کے ذیل میں مصنف لکھتے ہیں:

> "حضور نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب آپ ﷺ کو گود میں اٹھائے حضرت حلیمہ سعدیہ کے ساتھ کعبۃ اللہ گئے جسے بت پرستوں نے "بیت الاصنام" بنا ڈالا تھا۔ وہاں پہنچے تو بتوں کے حضور آپ ﷺ کی درازیِ عمر کی دعا مانگی پھر ان بے جان پتھر کے بتوں کو شاہد و عادل بنا کر حضرت حلیمہ سعدیہ سے آپ ﷺ کی پوری پوری حفاظت کا عہد و پیمان لیا۔"(29)

3۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے معصوم عن الخطا ہونے میں تشکیک کا اظہار کرنا

تمام مسلمانوں کا بالاجماع عقیدہ ہے کہ "پیغمبر معصوم عن الخطا" ہوتا ہے۔ مگر سوامی جی حضور نبی کریم ﷺ کی معصومیت میں تشکیک کا اظہار کرتے ہوئے شہ سرخی "دوبرائے نام خیالی لغزشیں" میں یوں لکھتے ہیں:

> "عقل و اخلاق اور دانش و عقلمندی کی بلند پروازیوں کے باوجود بھی آپ ﷺ آخر کا خدا کے بندے تھے۔ انسانی حدود کے اندر زندگی بسر کرتے ہوئے انسانی اغلاط و نقائص سے بلند و بالاتر ہو جانا 'ایں خیال است و محال است و جنون' کے مصداق ہے۔ آفتابِ رسالت کے پیشتر طلوع ہونے سے پہلے جب آپ کا سینہ

28 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,65
29 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,69

جواہر گنجینہ انوارِ الٰہیہ کے دُرہائے شہوار کا کامل و اکمل خزینہ نہیں بنا تھا تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ خیالی لغزش کھائی ہیں۔"(30)

4۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عداس کے باغِ انگور میں اللہ تعالیٰ سے مانگی جانے والی دعا کا بے ادب ترجمہ

جب حضور نبی کریم ﷺ طائف کی بستی میں دینِ اسلام کا پیغام پہنچاتے ہوئے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے تو خلاصی پاکر عداس کے باغِ انگور میں تشریف فرما ہوئے تو ربِ ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ دراز فرمائے۔ اس دعا کا ترجمہ کرتے ہوئے مصنف بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے ادب کو ملحوظِ خاطر نہ رکھ سکے۔ اس کا ایک اقتباس یہ ہے:

"اے ربِ جلیل! یہ بندہ مسکین و عبد ذلیل تیری بارگاہِ عزت و جلال میں اپنی کمزوری، صبر و قوت کی کمی اور اپنی ذلت و خواری کی فریاد لایا ہے۔"(31)

5۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں چومنے کا اتہام

مصنف حضور نبی کریم ﷺ پر حضرت علی کے پاؤں چومنے کا اتہام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہجرتِ مدینہ کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کفار کی امانتیں لوٹا کر گیارہوں روز پیدل چل کر بستی قبا پہنچے تو نہایت تھکے ہوئے تھے۔ پیدل چلنے کی وجہ سے آبلے پڑ گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو آتے ہوئے دیکھا تو فرطِ محبت میں آبدیدہ ہو گئے۔ اور پاؤں کے آبلے چومنے لگے اور فرمایا: علی! میں تمہارے آبلوں کو اس لیے چومتا ہوں کہ تم نے صداقت کی راہ میں اپنا سب عیش و عشرت قربان کر دیا ہے۔ امید ہے کہ تمہارے بعد اس راہ پر آنے والے دوسرے لوگ بھی تمہاری طرح ہدایت کی راہ پکڑیں گے۔"(32)

6۔ حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق غلط تشبیہ و استعارہ کا استعمال

مصنف نے اپنی تحریر کو فصیح و بلیغ اور ادبی رنگ دینے کے جابجا استعارات، تشبیہات، محاورات اور تلمیحات کا سہارا لیا ہے۔ مگر وہ آدابِ رسالتمآب ﷺ کو ملحوظِ خاطر نہ رکھ سکے۔ ایک مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

"گزشتہ اوراق کے آئینے میں آپ نے فخر عالم، سرورِ کائنات حضرت محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے رحم و کرم، جود و سخا اور خُلق آموز وقعات پڑھ چکے ہیں۔ آپ لوگوں پر یہ امر مخفی نہیں ہونا چاہیئے آپ کا سمندرِ دل رحم و کرم اور عفو و درگزر کے درہائے شاہوار سے رشکِ صدگنجِ قارون بنا ہوا تھا۔(33)

خلاصہ بحث

سوامی لکشمن پرشاد نے بیشتر مقامات پر حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں کو خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے جن کو پڑھ کر دادِ تحسین دینے کو دِل کرتا ہے۔ مگر معدودے مقامات پر ڈگمگا گئے۔ کسی جگہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد کی شانیں، کشف و کرامات بیان کرتے ہوئے ان کو اولیاء

30 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,98
31 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,161
32 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,207
33 Swāmī Lakśman Prashād, *ʻArab kā Chānd*,256

اللہ قرار دیا تو بعض مقامات پر ان کے متعلق باطل پرست ہونے پر اتہام لگا دیا۔ کسی جگہ پر آپ ﷺ کے معصوم عن الخطا ہونے کے متعلق تشکیک پیدا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ایک مقام پر آپ ﷺ کی دعا کے ترجمہ کو بے باک اور ادب سے عاری کر دیا تو دوسری مقام پر تحریر کو فصیح و بلیغ اور ادبی رنگ دیتے ہوئے آپ ﷺ کے متعلق غلط استعارہ استعمال کر بیٹھے۔ امہات الکتب دستیاب نہ ہونے باعث آپ ﷺ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاؤں چومنے کا اتہام لگا بیٹھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Qāḍī Sulaymān Manṣūr Pūrī, *Raḥmatu liʾl-ʿĀlamīn*, vol. 1 (Lahore: Islamic Library, Urdu Bazar, 2007).
* ʿAbd al-Jabbār Shākir, “Essay: Biography in the Subcontinent,” *Dawa Monthly* (Islamabad, December 2009 to March 2010).
* Shāh Muḥammad Jaʿfar Phulwārī, *Prophet of Humanity* (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1953).
* Sawāmī Lakshaman Parshād, *Arab kā Chānd* (Lahore: School of Humanity Development, n.d.).
* Abu’l-Ḥaqq Aḥsānul-Ḥaqq Shāhbāz, *Islam, Aurat aur Europe* (Lahore: Dār al-Andalus, Chowburji, January 2009).

* Qāḍī Sulaymān Manṣūr Pūrī, *Raḥmatu liʾl-ʿĀlamīn*, vol. 1 (Lahore: Islamic Library, Urdu Bazar, 2007).
* ʿAbd al-Jabbār Shākir, “Essay: Biography in the Subcontinent,” *Dawa Monthly* (Islamabad, December 2009 to March 2010).
* Shāh Muḥammad Jaʿfar Phulwārī, *Prophet of Humanity* (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1953).